کی آسائشوں کا فقدان اسے پریشان نہیں کر سکے گا۔ ہر طرح کی جسمانی راحتوں سے محروم رہ کر بھی ایک مطمئن زندگی بسر کر دی جاسکتی ہے۔ اور زندگی بہر حال بسر ہو ہی جاتی ہے۔ "اقتصادی پابندیاں نواز شریف اور سلیمان ڈیمرل جیسے "مسلمان" حکمرانوں کا درد سر تو ہو سکتی ہیں۔ جنکا ایمان منرل واٹر یا ایک کفِ جو میں بک جاتا ہے۔ ملا محمد عمر اور طالبان کو یہ پابندیاں نہیں جھکا سکتیں۔ طالبان جنکے حوصلے اپنے وطن کے پہاڑوں سے زیادہ بلند ہیں جنکی چھاتیاں سمندروں سے زیادہ گہری اور وسیع ہیں۔ بھوک اور افلاس سے وہ قومیں ڈرتی ہیں جنہیں موت سے خوف آتا ہو اور جو قوم موت کے سائے اور تلواروں کی جھنکار میں پل کر جواں ہوئی ہو انہیں نہ خریدا جاسکتا ہے اور نہ ڈرایا جاسکتا ہے۔

جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جو ۔۔۔ وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق میں

مرد قلندر اور فقیر درویش ملا محمد عمر مدظلہ پر حضرت اقبال کا یہ شعر بھی صادق آتا ہے ۔

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ ۔۔۔ ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللٰہی

چیچن مسلمانوں کے بہتے خون اور چھلکتے آنسوؤں میں
عالم اسلام کے مستقبل کا تعین

چیچنیا کے مسلمانوں کا اب تک اس قدر خوں بہایا جاچکا ہے کہ قفقاز کی بلند پہاڑیاں اس میں ڈوب گئی ہونگی۔ لٹے پٹے مہاجرین، بھوکے پیاسے بچے، بے سہارا خواتین اور زخمی مجاہدوں کی نگاہیں امت مسلمہ کی راہ تکتے تکتے پتھرا چکی ہونگی۔ بیسویں صدی کی شام بھی اسکی صبح کی طرح مسلمانوں کیلئے خون آشام ثابت ہوئی۔ کرۂ ارض کے تمام انسان روسی بربریت اور جارحیت پر عالم اسلام سمیت خاموش ہیں۔ شاید دسمبر کی ٹھٹھرتی سردی نے انکا خون، انکے جذبات، انکی حمیت اور انکی غیرت کو بھی منجمد کر دیا ہے۔

مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے ۔۔۔ بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے

یقیناً کل کا مورخ خونِ مسلم کی ارزانی اور انسانیت کی موت پر یہ نوحہ لکھے گا کہ جس دور

میں چیچن عوام کا قتل عام ہو رہا تھا وہ دور انسانوں کا نہیں بلکہ سنگلاخ اور سنگدل پتھروں کا دور تھا۔ جس پر نہ کسی نے ظالم کے ہاتھ کو روکا نہ ٹوکا اور نہ ہی کسی کی آنکھ نے چند آنسو بہائے اور نہ کسی کونے سے آہ و فغاں کی آواز اٹھی۔

رمضان المبارک جیسے بابرکت مہینے کی آمد آمد ہے۔ جس وقت ہمارا خوانِ نعمت سحر و افطار کے وقت نعمتوں سے لبریز ہو گا اسی وقت چیچنیا میں ہمارا کوئی مسلمان بہن یا بھائی یا بچہ بھوکوں اور فاقوں سے موت کی آغوش میں جا رہا ہو گا۔ یا پھر روسی ٹینکوں تلے روندتا چلا جا رہا ہو گا۔ یا انکی بے رحم بمباری کی زد میں ہو گا۔

مغربی دنیا اکیسویں صدی کا جشن اسلئے اس زور و شور سے منا رہی ہے تاکہ گروزنی کے کھنڈرات سے اٹھتی ہوئی آہیں اور فریاد و فغاں کا دھواں انہیں محسوس نہ ہو۔ اور انکے رنگ میں بھنگ نہ پڑے۔ ؎ در مجلس خود راہ مدہ ہم چو منے را　　افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

قانونِ مکافاتِ عمل اور آمر نواز شریف مجرموں کے کٹہرے میں

تو منکرِ قانونِ مکافاتِ عمل تھا　　　لے دیکھ تیرا عرصہ محشر بھی یہیں ہے

جادۂ عظمت و اقتدار پر متمکن "متکبر و جبار مغل شہنشاہ" سرپٹ دوڑتا ہوا اسلامی، ملکی حدود و قیود کو روندھتا چلا جا رہا تھا اور قدرت نے بھی بطور امتحان اسکی رسی ڈھیلی چھوڑ رکھی تھی۔ اقتدار کی مست اڑانوں نے نواز شریف کو زمین و فرش پہ رہنے سے بے نیاز بنا کر (بزعم خود) عرش کے مکینوں کے ہمدوش کر دیا تھا۔ جہاں سے اس خدا فراموش اور خود فراموش فرعون کو دین و مذہب، ملک و ملت، آئین و دستور اور قوم و رعایا حقیر و فقیر نظر آ رہے تھے۔ حالانکہ اصل شریفوں کے سر عزتوں اور عظمتوں کی شرف یابی پر بارگاہ خداوند میں پھلوں سے بھری ٹہنی کی طرح جھک جاتے ہیں لیکن اس خاکی پتلے کے کاسۂ سر میں تواضع، عجز و انکساری اور جذبہ خدمت خلق کے بجائے کبریائی غرور و تکبر نخوت و حشمت، نمود و نمائش اور ضد و انتقام کا بھوت سوار ہو گیا تھا۔ عرصہ